کتاب نما

ششماہی **علوم القرآن**' مولانا امین احسنؒ اصلاحی نمبر' مدیر: ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی ۔ ناشر: ادارہ علوم القرآن' سرسید نگر' علی گڑھ' بھارت ۔ صفحات: ۵۹۸ ۔ قیمت' مجلد: ۲۰۰ روپے ۔ غیر مجلد: ۱۰۰ روپے۔

''دین کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے' قرآن وسنت کا حوالہ دیجیے مگر ایسا نہ کہیے کہ یہ بات سلف نے کہی ہے۔ سلف کیا ہوتا ہے؟ کل ہم بھی سلف ہوں گے۔ اصل چیز تو دین ہے''۔ کئی برس ہوتے ہیں' ایک بار تبصرہ نگار کے ایک سوال پر مولانا امین احسنؒ اصلاحی (م: دسمبر ۱۹۹۷ء) نے اپنے مخصوص جلالی لہجے میں یہ جواب دیا تھا۔ واقعی کل تک وہ چلتے پھرتے انسان تھے اور آج اسلاف میں ان کا ایک مقام ہے۔ علوم القرآن کا یہ خصوصی نمبر' اصلاحیؒ صاحب کے اس مرتبے کے تعین میں بہت سی منزلوں کی نشان دہی کرتا ہے۔

اسی طرح ۱۹۸۷ء میں ایک ملاقات کے دوران مولانا اصلاحیؒ صاحب نے فرمایا تھا: ''میری زندگی میں' دو چیزوں کے علاوہ کوئی قابل ذکر بات نہیں ہے۔ پہلی یہ کہ مجھے مولانا حمید الدین فراہیؒ کی شاگردی کی سعادت نصیب ہوئی اور دوسری یہ کہ مولانا فراہیؒ نے اپنے ابتدائی درس میں مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ کسی چیز کو آنکھیں بند کر کے قبول نہ کرنا' حق پانے کے لیے سوال پوچھنے کی ہمت پیدا کرنا اور اختلاف کرنے کا سلیقہ سیکھنا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے زندگی میں انھی دو چراغوں نے روشنی دی ہے''۔ زیرنظر مجلے میں اصلاحیؒ صاحب کی بیان کردہ دوسری بات کا پاس ولحاظ رکھا گیا ہے۔ ان کے چاہنے والوں نے اصلاحیؒ صاحب پر کلام کرتے ہوئے کشادہ ذہن کے ساتھ خود اصلاحیؒ صاحب کی تحریروں کو پڑھ کر تحسین ونقد کی ذمہ داری ادا کی ہے۔

مولانا اصلاحیؒ کے انتقال کے بعد پاکستان سے جو دو تین پرچے ان پر خصوصی اشاعتیں لائے' ان میں مولانا مرحوم کے کام اور مقام پر کلام کرنے کے بجائے اُن کے مجلسی جلال کا اظہار ملتا ہے یا پھر جماعت اسلامی یا مولانا مودودیؒ کو ہدف بنانے کے لیے اس موقع کو استعمال کیا گیا ہے' (جس سے یہی تاثر بنتا ہے کہ مولانا اصلاحیؒ بس ہجو کے بادشاہ تھے' باقی جو کام ہوا وہ تو بروزن بیت تھا)۔ اس کے برعکس زیرنظر پرچہ مولانا اصلاحیؒ کی جلالتِ علمی کو نمایاں کرنے کی ایک بامعنی خدمت ہے۔

اس مجلے میں شامل تحریروں کی حیثیت روایتی تعزیتی حاشیوں کی نہیں' بلکہ یہ اہم موضوعات پر تحقیقی

مضامین ہیں، جن میں مولانا کی قابل قدر خدمات کے اعتراف و تائید کے ساتھ ان سے مودبانہ اختلاف کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔ اس ضمن میں الطاف اعظمی، نعیم الدین اصلاحی، ابوسفیان اصلاحی اور محمد مسعود عالم قاسمی کے مضامین دلچسپ اور بصیرت افروز ہیں۔

سلطان احمد اصلاحی نے ''تفسیر اصلاحی کے غیر فراہی عناصر'' کو نمایاں کرتے ہوئے بعض مقامات پر فراہیؒ اور اصلاحیؒ کے تفردات میں فرق کو واضح کیا ہے۔ خالد مسعود نے ''مولانا اصلاحی کی خدمت حدیث'' پر مضمون میں متن حدیث کے قبول کرنے میں اصلاحیؒ صاحب کی اپروچ کو یوں بیان کیا ہے: ''ہم رسولؐ کی طرف ان [صحابہؓ] کی منسوب کردہ حدیث کے بارے میں یہ رائے رکھیں کہ وہ پوری امانت و دیانت کے ساتھ روایت کی گئی ہے، اور اس کے بارے میں بلاوجہ کسی شبہے میں نہ پڑیں۔ البتہ جہاں تک سلسلہ روایت کے باقی راویوں کا تعلق ہے، وہ سب کے سب تنقید کی زد میں آتے ہیں۔ ان سب کی امانت و دیانت، علمی مرتبہ، حافظہ، دین پر عمل ہر چیز کو پرکھا جائے گا'' (ص ۲۶۰)۔ اسی طرح: ''مولانا اصلاحیؒ کی حدیث فہمی کا انداز بالکل منفرد ہے۔ وہ متن حدیث کے ایک ایک لفظ اور ٹکڑے پر غور کرتے اور اس کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور یہ متعین کرنا چاہتے ہیں کہ واقعتاً روایت کا کتنا حصہ صحیح ہے اور کس حصے کی روایت میں کوئی خامی رہ گئی ہے''۔ (ص ۲۶۹)

صفدر سلطان اصلاحی نے ''مولانا اصلاحی کی تحریکی خدمات'' (ص ۳۹۴) پر ایک متوازن مضمون کے ذریعے اصلاحیؒ صاحب کی تحریکی زندگی کے مدوجزر کا تذکرہ کرتے ہوئے اعتراف و اختلاف کے منطقوں سے قاری کو روشناس کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''چند دینی اور سیاسی امور میں [مولانا مودودی مرحوم سے] شدید اختلاف کی وجہ سے مولانا اصلاحیؒ نے جماعت سے رکنیت کا رشتہ منقطع کر لیا تھا اور ایک مختصر عرصے میں ان کے مولانا مودودیؒ سے انتہائی سخت لب و لہجے میں قلمی مباحث بھی ہوئے، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا جو ہمہ گیر تصور اور اس کے غلبے کی جو جدوجہد انھوں نے تحریک [جماعت اسلامی] میں رہتے ہوئے کی تھی، تحریک سے علیحدگی کے بعد بھی وہ اسی نہج پر کام کرتے رہے۔ ان کی تفسیر تدبر قرآن میں غلبہ دین کے اسی جذبے اور ولولے کی کارفرمائی نظر آتی ہے''۔ (ص ۴۳۳)

مولانا امین احسنؒ اصلاحی ایک غیر معمولی فقیہانہ بصیرت کے مالک تھے۔ انھوں نے بجا طور پر فرمایا تھا: ''دور حاضر میں تدوین قانون اسلامی کی جو کوشش کسی ایک فقہ کے اندر محصور ہو کر کی جائے گی، کبھی کامیاب اور قابل قبول نہ ہوگی'' (ص ۳۱۵)۔ اور یہ کہ: ''اگر ہمیں اس ملک [پاکستان] میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مقصد عزیز ہے، تو ہمارے علما حنفی اور اہل حدیث کی اصطلاحوں میں بات کرنے کے بجائے قرآن و حدیث کی

اصطلاحوں میں بات کریں اور اپنے مدارس میں متعین فقہوں کی تعلیم دینے کے بجائے پوری اسلامی فقہ کی تعلیم دیں' تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں وسعت اور رواداری پیدا ہو"۔ (اسلامی قانون کی تدوین 'امین احسن اصلاحی' ص ۱۰۳)۔ مذکورہ بالا دونوں اقوال مولانا اصلاحیؒ کی دانش برہانی کے غماز ہیں۔

یہ مختصر تبصرہ نہ تو مولانا امین احسن اصلاحی جیسے کوہ وقار کی علمی لطافتوں اور فکری عظمتوں کا احاطہ کرسکتا ہے اور نہ علوم القرآن کے خصوصی نمبر پر خاطر خواہ روشنی ڈال سکتا ہے۔ ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مولانا اصلاحیؒ کے علمی کارناموں کی غیر جذباتی پیمایش کے لیے' فاضل مقالہ نگاروں کے تعاون سے یہ خوب صورت گلدستہ پیش کیا۔ (سلیم منصور خالد)

افغان باقی' کہسار باقی' سید ارشاد احمد عارف۔ ناشر: خورشید گیلانی ٹرسٹ' ۲۲- ایچ مرغزار آفیسرز کالونی' ملتان روڈ' لاہور۔ صفحات: ۱۹۲۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

براعظم ایشیا کے قلب (افغانستان) پر اشتراکی روس کے حملے (۱۹۷۹ء) کے ۲۲ سال بعد' دوسرا حملہ استعماری امریکہ نے کیا ہے۔ بظاہر اشتراکیت اور سرمایہ داری میں بعد المشرقین ہے لیکن استعماریت' سامراجیت اور توسیع پسندی کے ضمن میں دونوں میں حیرت انگیز اتفاق پایا جاتا ہے۔ دونوں کا ہدف افغانستان کے بے پناہ قدرتی وسائل اور قیمتی معدنیات پر قبضہ جما کر اُنھیں ہڑپ کرنا ہے (اس کی تفصیل معتوب اور ان دنوں پابند سلاسل ایٹمی سائنس دان بشیر الدین محمود اپنے ایک مضمون میں پیش کر چکے ہیں)۔ تاریخ میں جہاں یہ امر مملکت خداداد پاکستان کے لیے طرہ امتیاز رہے گا کہ اُس نے اشتراکی حملے کے خلاف افغانیوں کے جہاد میں ان کی پوری طرح پشتی بانی کی' وہاں اس کے دامن پر ایک سیاہ دھبا ثبت ہے کہ آزاد اسلامی مملکت' افغانستان پر امریکی یلغار اور قتل و غارت گری میں وہ امریکہ کا مددگار بن گیا۔ اس کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکا اہل پاکستان کو مدتوں شرمسار رکھے گا۔

افغانستان پر امریکی حملہ گذشتہ دو تین ماہ میں ہماری صحافت خصوصاً کالم نگاروں کا سب سے بڑا موضوع رہا ہے۔ اس ضمن میں جن اہل قلم نے پاکستانی نقطۂ نظر اور اسلامی جذبات کی صحیح' موثر اور بھرپور ترجمانی کی ان میں روزنامہ نوائے وقت کے سینئر ڈپٹی ایڈیٹر سید ارشاد احمد عارف کا نام بہت نمایاں ہے۔ انھوں نے بڑی جرأت' توازن اور ایک جذبۂ ایمانی کے ساتھ اس موضوع کے مالہٗ و ماعلیہ کو موثر انداز میں پیش کیا۔ زیرنظر کتاب اسی موضوع پر ستمبر' اکتوبر ۲۰۰۱ء میں لکھے ہوئے ان کے کالموں (طلوع) کا مجموعہ ہے۔ ان تحریروں میں ایک صاحب دل پوری دردمندی کے ساتھ اور ہر طرح کی مصلحت اندیشی کو بالاے طاق رکھتے ہوئے اپنے دلی